درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی حسن الخلق

اچھے اخلاق کا بیان

○ حدثنا ابن أبی عمر ثنا سفیان ثنا عمرو بن دینار عن ابن أبی ملیکة عن یعلی بن مملک عن أم الدرداء عن أبی الدرداء أن النبی ﷺ قال: ماشئی أثقل فی میزان المؤمن یوم القیٰمة من خلق حسن فإن اللہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذئ......... وفی الباب عن عائشة وأبی هریرة وأنس وأسامة بن شریک.......... هذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مؤمن کے ترازو (میزان) میں قیامت کے دن کوئی بھی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ بدزبان اور فحش گو آدمی سے نفرت کرتا ہے۔۔۔۔ اور اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوہریرۃؓ حضرت انسؓ اور حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایت آئی ہے۔۔۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح:

خلق۔ خاء کے فتح اور سکونِ لام کے ساتھ جسمانی ساخت اور بدن کے قد وقامت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور خلق۔ خاء اور لام دونوں کے ضمہ کے ساتھ' یہ لفظ معنوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو صفات ودیعت فرمائی ہیں ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس جس کے اندر اچھی عادتیں اور خصلتیں موجود ہوں تو یہ حسن خلق کہا جاتا ہے۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی دولت دی ہے۔ اچھے اخلاق کی بدولت انسان لاکھوں کروڑوں نیکیاں کما سکتا ہے اور حسن خلق اتنی قیمتی چیز ہے کہ قیامت کے دن میزان میں اس سے کوئی بھی چیز زیادہ

وزنی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ بخاری شریف کی آخری حدیث میں دو کلمات سے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، زبان پر بہت آسان اور ہلکے ہیں اور میزان میں بہت ہی بھاری ہیں۔ (اور وہ کلمے یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔ یعنی عمل چھوٹا سا ہے اور کم ہے لیکن کمائی زیادہ ہے۔ اسی طرح اچھے اخلاق بھی ہیں۔ کیونکہ خلق حسن سے متعلق پہلے بھی گزر چکا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے اور یہ اچھے اخلاق سے ہوتا ہے۔ کسی کیساتھ نرم لہجہ میں بات کرنا۔ سائل سے نیکی کی بات کرنا، کسی کو راستہ بتلانا وغیرہ یہ معمولی سے کام ہیں، لیکن یہ چونکہ حسن اخلاق کا حصہ ہے اس وجہ سے اس پر اجر وثواب زیادہ ملے گا۔

اور بدزبان، فحش گو اور بے حیا آدمی کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے، کیونکہ ایسا آدمی بداخلاق ہوتا ہے، اور برے اخلاق والے سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہوتی ہے۔

حسن خلق اور حضرت انسؓ کی حدیث:

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے آخر میں چند صحابہ کرامؓ (جن میں حضرت انسؓ بھی شامل ہیں) کے نام لے کر فرمایا کہ اس باب میں ان سے بھی روایات آئی ہیں۔

حضرت انسؓ کی روایت کو محمد عبدالرحمن مبارکپوری نے اپنی شرح میں نقل فرمایا ہے: لکھتے ہیں:

اما حدیث انس فأخرجه ابن أبي الدنيا والطبراني والبزاز وأبي يعلى باسناد جيد ورواته ثقات، ولفظ أبي يعلى قال: لقي رسول الله ﷺ أباذر فقال ياأباذر! ألا أدلك على خصلتين هما أخف على الظهر وأثقل في الميزان من غيرهما۔ قال بلى يارسول الله قال عليك بحسن الخلق وطول الصمت، فوالذي نفسي بيده ما عمل الخلائق بمثلهما۔ (از تحفۃ الأحوذی، ج ۱، ص ۱۴۱)

ترجمہ: اور حضرت انسؓ کی حدیث جو ہے اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی، بزاز اور ابویعلیٰ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اور ابویعلیٰ کے الفاظ یہ ہیں: (حضرت انسؓ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ابوذرؓ کے ساتھ ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا تجھے ایسی دو خصلتوں کی نشاندہی نہ کروں کہ وہ دونوں پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں لیکن میزان میں دوسری چیزوں کی بنسبت بہت بھاری ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ ضرور بتلادیں اے اللہ کے پیغمبر! ﷺ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھے اخلاق اور طویل خاموشی کو لازم پکڑو۔ پس قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ ان دونوں (خصلتوں) کے مثل کوئی عمل مخلوقات نے نہیں کیا۔

○ حدثنا ابو كريب ثنا قبيصة بن الليث عن مطرف عن عطاء عن أم

الدرداء عن أبي الدرداء قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: مامن شئ يوضع في الميزان أثقل من حسن الخلق وإن صاحب حسن الخلق ليبلغ به درجة صاحب الصوم و الصلاة... هذا حديث غريب عن هذا الوجه.

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: کوئی بھی چیز جو کہ میزان (ترازو) میں (قیامت کے دن تولنے کیلئے) رکھی جاتی ہو ایسی نہیں جو کہ اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی ہو اور یقیناً اچھے اخلاق والا اس کے بدولت روزے اور نماز والے کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے ساتھ غریب ہے۔

توضیح وتشریح:

اس روایت میں اچھے اخلاق کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اچھے اخلاق والے کو اللہ تعالیٰ روزہ داروں اور غازیوں کا درجہ اور مقام عطا کر دیتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی آدمی فرض نماز نہیں پڑھتا یا فرض روزہ نہیں رکھتا لیکن وہ اچھے اخلاق رکھتا ہے۔ تو یہ آدمی فرض نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں کے برابر ہوگا' نہیں' بلکہ نماز اور روزہ جیسے فرائض کو چھوڑنے والا بدترین فاسق ہے' اور طبعی خوش مزاجی سے روزے اور نماز کی تلافی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ فرائض کے علاوہ بہت سے نوافل ادا کرتے ہیں اور نفل نماز اور روزہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور ان کے ان مجاہدات کی بدولت اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب کے درجات عطا فرما دیتا ہے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ فرائض کی تو پابندی کرتا ہے' لیکن نوافل میں کوتاہی کی وجہ سے ان سابقین کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا' تو اس آدمی نے اگر اپنے اندر خوش اخلاقی پیدا کی اور اس کے اخلاق اچھے ہوں تو اس اچھے اخلاق کی بدولت یہ آدمی ان روزہ داروں اور نمازیوں کا درجہ پا سکتا ہے۔' اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقابلہ میں محض خوش مزاجی کارآمد نہیں ہے' بلکہ شریعت کی نظر میں خوش اخلاقی ہو ہی نہیں سکتی' مگر اللہ تعالیٰ کے فرائض کی پابندی کے ساتھ۔ گزشتہ تفصیل کی تائید آنے والی روایت میں "تقوى الله وحسن الخلق" سے بھی ہوتی ہے کہ اس میں حسن خلق سے پہلے ہی تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے کا ذکر ہے' نیز حضرت عائشہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں جو کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة قائم الليل و صائم النهار۔ یعنی مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی بدولت رات کو نماز پڑھنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ پا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں نفل نماز اور نفل روزے مراد ہیں نہ کہ فرائض۔

٥ حدثنا ابو كريب محمد بن العلاء أخبرنا عبدالله بن ادريس ثنى أبي

عن جدي عن أبي هريرة قال: سئل رسول الله ﷺ عن اكثر مايدخل الناس الجنة قال: تقوى الله وحسن الخلق' وسئل عن اكثر مايدخل الناس النار قال: الفم والفرج۔ ...... هذا حديث صحيح غريب۔ وعبدالله بن ادريس هو ابن يزيد بن عبدالرحمن الأودي۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے جنت میں لوگوں کو سب سے زیادہ داخل کرنے والی چیز کے بارے میں پوچھا گیا (کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرنے والی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اور اچھے اخلاق۔ اور رسول اللہ ﷺ سے جہنم میں لوگوں کو سب سے زیادہ داخل کرنے والی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' منہ اور فرج (شرمگاہ) ...... یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور عبداللہ بن ادریس جو ہیں یہ یزید' عبدالرحمٰن أودی کا بیٹا ہے۔

توضیح وتشریح:

تقویٰ اور حسن خلق: اس روایت میں حضور ﷺ سے جنت میں لے جانے والے اسباب کے متعلق سوال کیا گیا ہے کہ ان اسباب میں سب سے زیادہ مؤثر سبب اور سب سے زیادہ جنت میں لے جانے والا سبب کونسا ہے؟ تو جواب میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا' اور اچھے اخلاق' تقویٰ کا کم سے کم درجہ اور پہلا قدم یہ ہے کہ انسان شرک سے پرہیز کرے۔ اور تقوی کے اعلیٰ درجات ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اور مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی ایذارسانی سے باز رہے اور اس کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کہ جو آدمی آپ کے ساتھ بدی کرے تو اس کے بدلے میں اس کے ساتھ بھلائی کرو' جناب رسول اللہ ﷺ نے اعلیٰ درجہ کے حسن اخلاق کی تربیت پر زور دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے: صل من قطعك وأعط من حرمك واعف عمن ظلمك وأحسن إلى من أساء إليك (الحدیث) ترجمہ: قرابت کا رشتہ جوڑ رکھو' اس کے ساتھ جو تیرے ساتھ رشتہ توڑ دیتا ہے' اور دیا کرو اس کو' جو تجھے محروم رکھتا ہے۔ اور معاف کرو اس آدمی کو جو تیرے ساتھ ظلم کرے' اور بھلائی کرو اس کے ساتھ جو تیرے ساتھ برا سلوک کرے۔

بدی را بدی سہل باشد جزاء　　　اگر مردی أحسن إلی من أساء

اس روایت میں پہلے تقویٰ اللہ کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست رکھنا یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اور اسکے منہیات سے پرہیز کرنا' یہی تقویٰ' اصلی اور بنیادی چیز ہے' انسان کو جنت میں لے جانے کیلئے۔ نیز یہ حسن خلق کیلئے ایک شرط کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یعنی خوش اخلاقی تب کارآمد اور رفع درجات کا سبب بن سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور اس کے منہیات سے پرہیز کرنا بھی شامل ہو۔

بے ہودگی کا نام خوش اخلاقی نہیں ہے:

اس وجہ سے تقویٰ کے بعد حسن خلق کا ذکر فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست ہونے کے بعد مخلوق کے ساتھ بھی اسکا معاملہ صحیح خطوط پر چل رہا ہو۔ بعض لوگ خرافات بکنے کو خوش اخلاقی کہتے ہیں، جو آدمی سب سے زیادہ گالیاں دینے والا ہو اور اللہ تعالیٰ، اس کے انبیاء کرام، فرشتے اور دین اسلام وغیرہ ہر چیز سے متعلق بے ہودہ باتیں کرنے سے نہ شرماتا ہو، اس کو لوگ خوش اخلاق اور خوش مزاج کہتے ہیں۔ اور اس کے گرد جمع ہوتے ہیں، کہ یہ بہت ہی گپ شپی آدمی ہے، گپ شپ لگاتا ہے، ہنسی اور خوش طبعی کے لئے اس کے ساتھ بیٹھنا چاہیے، وغیرہ وغیرہ، حالانکہ یہ تو تقویٰ کے خلاف ہے۔ یاد رکھے کہ فضول باتیں کرنا بہتر ایمان کی علامت نہیں ہے۔

الفاظ کفر صادر ہو جائے تو کیا کرے؟

نیز ایسی بے ہودہ گوئی میں بعض ایسے الفاظ انسان کی زبان سے نکلتے ہیں جس سے ایمان سلب ہو کر آدمی کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ اس کا نکاح اپنی بیوی کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس طرح اگر بیوی الفاظ کفر استعمال کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اس کا نکاح اپنے مسلمان شوہر کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر فوراً تجدید ایمان کرنا لازم ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد تجدید نکاح کرنا بھی لازم ہو جاتا ہے۔ غفلت اور لاابالی پن اختیار نہیں کرنا چاہیے، ورنہ تجدید ایمان تو بعد میں کسی بھی وقت توبہ کرنے، اخلاص کے ساتھ کلمہ پڑھنے اور نماز وغیرہ ادا کرنے سے بھی ہو سکتا ہے، لیکن تجدید نکاح نہ ہونے کی صورت میں ساری عمر حرام کاری میں گزر جائے گی جو کہ اس کے خسران اور ہلاکت کیلئے کافی ہے۔ اس وجہ سے علامہ شامیؒ نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بے علم عوام کیلئے احتیاط اس میں ہے کہ وہ روزانہ تجدید ایمانی کرے، نیز ہر مہینہ میں ایک دو مرتبہ اپنی بیوی کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے تجدید نکاح بھی کرے کیونکہ اگر مرد سے اس قسم کی کوئی غلطی سرزد نہ بھی ہو تو عورتوں سے بہت سی ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جو کہ موجب سلب ایمان ہوں۔ جس طرح نکاح ایک دو لفظ کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے اور بعض الفاظ کے ساتھ یہی نکاح ختم بھی ہو جاتا ہے، اسی طرح ایمان اور اسلام کی حالت ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور بعض نازیبا الفاظ نکالنے سے ایمان سلب ہو کر آدمی کافر بن جاتا ہے، زبان چلانا تو بہت ہلکا اور آسان ہے، اس کے چلانے میں آدمی کو کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی لیکن اس کے غلط استعمال کی تباہ کاریاں بہت زیادہ ہیں، اور اس کے گناہ بہت بھاری ہیں، جن پر قیامت کے دن پشیمان ہونا پڑے گا۔

اس وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے دوسرے جملہ میں جہنم میں جانے والی چیزوں میں سے سرفہرست دو چیزوں کو ذکر فرمایا الفم و الفرج: یعنی منہ (زبان) اور فرج (شرمگاہ) چنانچہ ایک حدیث میں یہ مضمون ذکر ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی میرے لئے دو چیزوں کا ضامن بن جائے تو میں اس کے لئے جنت کا

ضامن بن جاتا ہوں۔(اور وہ دو چیزیں یہ ہیں) ا۔ وہ عضو جو دو رانوں کے درمیان ہے(یعنی شرمگاہ) ۲۔ اور وہ عضو جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے'(یعنی زبان)۔جو آدمی ان دونوں اعضاء کو حرام اور ناجائز استعمال سے بچانے کی ضمانت مجھے دے دے تو میں اس آدمی کے لئے جنت کا ضامن بن جاتا ہوں' یعنی اللہ تعالیٰ ضرور اس آدمی کو جنت دے گا' اور حدیث باب میں زبان کی جگہ ''فم'' یعنی منہ کا ذکر ہے اور اسمیں ذرا تعمیم موجود ہے' یعنی زبان کے جرائم' جھوٹ' غیبت' الزام تراشی اور فحش گوئی وغیرہ سے اجتناب کرنے کے ساتھ ساتھ حرام خوری سے بھی اپنے منہ کی حفاظت کرنا لازم ہے اور زبان کے جرائم کے ساتھ ساتھ حرام خوری بھی جہنم میں جانے کا بڑا سبب ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ جس آدمی نے نکاح کیا تو اس نے دین کا آدھا حصہ مکمل کر دیا اور باقی آدھے حصہ میں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔علماء کرام نے اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ شہوت کی بڑی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرج کی شہوت اور دوسری بطن (پیٹ) کی شہوت۔نکاح کرنے سے ایک قسم یعنی فرج کی شہوت پر قابو پالیا گیا لہٰذا اس کا آدھا دین مکمل ہوا اور دوسری قسم کی شہوت یعنی پیٹ پالنے کے لئے حرام خوری اور ناجائز ذرائع معاش اختیار کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔یعنی حرام خوری سے اپنے آپ کو بچائے تو سارا دین مکمل ہو جائے گا۔

○ ثنا أحمد بن عبدة أخبرنا أبو وهب عن عبد الله بن المبارك أنه وصف حسن الخلق فقال هو بسط الوجه وبذل المعروف وكف الأذى.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن المبارک سے مروی ہے کہ انہوں نے حسن الخلق (اچھے اخلاق) کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ حسن خلق' خندہ پیشانی' نیکیوں کو عام کرنے اور ایذا رسانی سے بچنے کا نام ہے۔

حسن الخلق کی تعریف:

اس روایت میں امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن المبارک سے حسن خلق کی تعریف اور تفسیر نقل فرمائی ہے' عبداللہ بن المبارکؒ کے نزدیک حسن خلق تین چیزیں ہیں۔(۱) بسط الوجہ۔یعنی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کشادہ جبیں او رخندہ پیشانی سے ملنا' ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ایک نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کے ساتھ خندہ روئی سے مل جاؤ۔ (۲) بذل المعروف: ہر کسی سے نیکی کرنا اور نیکیوں کو پھیلانا اور عام کرنا' یہ بھی خوش اخلاقی کا حصہ ہے۔ (۳) وکف الأذی: ایذاء رسانی سے باز رہنا' اور ہر کسی کو تکلیف نہ پہنچانا' اپنے ہاتھ اور زبان کے ضرر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

editor_alhaq@yahoo.com